مسلمان، سوئٹزرلینڈ میں

مفتی جنید انور

عالمی سیاست کا سب سے بڑا مرکز، کلی طور پر ایک غیر جانبدار ملک، عالمی بینکنگ کا سب سے بڑا مرکز، اقوام متحدہ کے اکثر اداروں کے صدر دفاتر کا حامل، یہ تمام اعزازات یورپ کے جس ملک کو حاصل ہیں، اسے دنیا سوئٹزرلینڈ کے نام سے جانتی ہے، جسے یورپ کا کشمیر بھی کہا جاتا ہے۔ سوئٹزرلینڈ 1815ء سے کسی ملک کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوا، اس کا دارالحکومت برن ہے۔ جرمن، فرنچ اور اطالوی زبان بولی جاتی ہے، مقامی آبادی عیسائی ہے، جو مساوی طور پر کیتھولک اور پروٹسٹ کلیسا سے وابستہ ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں اسلام دوسرا بڑا مذہبی گروہ ہے، پہلا مذہبی گروہ عیسائیت کا ہے۔ مسلمانوں کی حقیقی تعداد کے بارے میں کوئی بات یقینی طور پر کہنا مشکل ہے، مگر مختلف ایجنسیوں، سرکاری محکمۂ مردم شماری اور مسلم این جی اوز کے جمع شدہ اعداد و شمار کے مطابق ابھی تقریباً 2,50,000 سے لے کر 3,10,807 مسلمان آباد ہیں۔ مسلمانوں کی یہاں پر چوتھی نسل چل رہی ہے اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سرکاری محکموں کے مطابق مسلم آبادی ہر دس سال میں تین تہائی کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ اس حساب سے اگر مسلم آبادی بڑھتی رہی تو 30-2025ء تک مسلمان بہت بڑی اکثریت کے حامل ہوں گے۔ اور یہی وہ خطرناک بات ہے جس کا ڈھنڈورا پیٹ کر سیاست دان اور غیر مسلم اپنی عوام کو مسلمانوں سے برگشتہ کر رہے ہیں اور ان کے خلاف حملوں اور دیگر کارروائیوں کے لئے برانگیختہ کر رہے ہیں۔

مسلمان پہلی جنگ عظیم کے بعد سوئٹزرلینڈ آنا شروع ہوئے، یہ مسلمان یا تو سیاسی پناہ گزین تھے یا پھر طلبہ، انہی کی کوششوں اور جدوجہد سے بعض مقامی لوگوں نے اسلام قبول کر لیا، 1951ء میں یہاں مسلمانوں کی تعداد دو ہزار ہوگئی تھی، یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ 1940ء کے بعد جن مقامی لوگوں نے اسلام قبول کیا وہ الجزائر کے صوفیوں کے "طریقۂ علویہ" سے متاثر ہیں، آج کئی ہزار افراد اس طریقۂ کار کے پیروکار ہیں۔ 1965ء تک مسلمانوں کی تعداد بیس ہزار ہو چکی تھی جو اگلے چند برسوں میں مزید بڑھ گئی۔ 1971ء میں کل تیس ہزار مسلمان سوئٹزرلینڈ میں آباد تھے، جن میں 23,000 عارضی طور پر مقیم تھے، مستقل قیام والے مسلمان 2,000 تھے۔ جب کہ سوئٹزرلینڈ کے مقامی مسلمانوں کی تعداد پانچ ہزار تھی جن میں سے 3,000 صرف سوئس نسل سے اور 2,000 مخلوط نسلوں سے ہیں۔

1980ء میں یہ تعداد بڑھ کر 55,000 ہوگئی۔ اور اس دہائی میں یہاں کے مسلمانوں میں۔

5,000 کا تعلق پاکستان سے تھا جنہوں نے ''پاک سوئس انجمن دوستی'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کر رکھی تھی۔ 1990ء میں مسلمانوں کی تعداد 1,52,200 تقریباً کل آبادی کا 2.2% تھی۔ ان میں سے ترک مسلمانوں (65,000) (42.8%) اور یوگوسلاوین قومیت کے حامل مسلمانوں نے کل مسلمان آبادی 4/5 حصہ کور کیا ہوا تھا۔ دیگر میں مشرقی افریقہ (مراکش نائجیریا، نیومیبیا) سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی تعداد کل مسلم آبادی کا 4% جب کہ لبنانی مسلمانوں کی تعداد کل مسلم آبادی کا 3.3% تھی۔ 2005ء میں اب تک لگائے گئے اندازوں اور مردم شماری کے مطابق مسلمانوں کی تعداد 2,00,000 سے 2,50,000 کے درمیان ہے جو کہ قومی آبادی کا 2.8% سے لے کر 3.5% تک بنتی ہے۔ مسلمان پورے سوئٹزرلینڈ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ خصوصاً گھنی آبادی کے حامل علاقوں میں تقریباً 73% مسلمان آباد ہیں۔ ان کی زیادہ آبادی Canton of Zurich, St Gallen, Aargan اور Bern میں پائی گئی ہے، دلچسپ بات یہ ہے کہ 76% مسلمان جرمن اسپیکنگ سوئٹزرلینڈ میں رہائش پذیر ہیں جب کہ 14% مسلمان فرنچ اسپیکنگ سوئٹزرلینڈ میں رہتے ہیں۔ ترک مسلمان زیادہ تر جرمن اسپیکنگ سوئٹزرلینڈ، جب کہ مشرقی افریقہ کے مسلمان زیادہ تر فرنچ اسپیکنگ سوئٹزرلینڈ میں رہتے ہیں، اس کے مقابلے میں یوگوسلاوین قومیت کے مسلمان دونوں حصوں میں رہائش پذیر ہیں۔

یورپی ممالک میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافے کا ایک بڑا سبب وہ خواتین ہیں جو مسلمان مردوں سے شادی کر کے مسلمان ہو جاتی ہیں۔ نیوز آف مسلمز ان یورپ کے مطابق سوئٹزرلینڈ میں 1981ء میں پانچ سو تیس مسلمان مردوں نے سوئس لڑکیوں سے شادیاں کیں، اسی طرح 1966 اور 1977 کے درمیانی عرصے میں 900 ترکوں اور بارہ سو 1200 مراکشی مسلمانوں نے ولندیزی عورتوں سے نکاح کیا، اسی طرح 1979ء میں 353 بلجین خواتین نے ترک یا مراکشی مسلم مردوں سے شادی کی۔ مگر اس کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ مسلمان خواتین بھی غیر مسلم مردوں سے شادیاں کرنے لگی ہیں اور جس طرح مسلمان مردوں سے شادی کے بعد مسیحی بیویاں عام طور پر مسلمان ہو جاتی ہیں اسی طرح مسلمان خواتین بھی نعوذ باللہ مرتد ہو جاتی ہوں گی۔ اس سلسلے میں تازہ ترین اعداد و شمار باوجود کوشش کے دستیاب نہیں ہو سکے مگر یہ بات یقینی ہے کہ اب یہ سلسلہ کافی بڑھ چکا ہے۔

1950ء میں ڈاکٹر سعید رمضان نے جینوا شہر میں ایک اسلامی مرکز قائم کیا۔ جب کہ 1972ء میں جمعیۃ اسلامیہ قائم ہوئی اور اس کے بعد اس جمعیت نے مسجد کے قیام کے لئے کوششیں کیں جو 1980ء میں بار آور ثابت ہوئیں۔ یکم مئی 1979ء کو لوزان میں بھی ایک اسلامی مرکز کا افتتاح کیا گیا تھا۔

اب سے 20 سال قبل پورے سوئٹزرلینڈ میں صرف 3 قابل ذکر مساجد تھیں جن میں سے دو جینوا اور ایک زیورخ میں تھی، مگر اب یہ تعداد بڑھ کر 100 کے لگ بھگ ہے۔ یہ تمام مساجد بوسنوی اور البانوی مسلمانوں کے زیر اہتمام چلائی جاتی ہیں۔ جب کہ کچھ مساجد ترکی کی وزارت مذہبی امور کی اعانت سے اپنا فریضہ سرانجام دیتی ہیں کچھ

مساجد کو بعض رفاہی ادارے بھی چلاتے ہیں۔ سعودی عرب کی اعانت سے جینوا میں ایک اسلامی مرکز بشمول مسجد اور متحدہ عرب امارات کی اعانت سے زیورخ میں ایک مسجد اور اسلامک سینٹر کام کر رہا ہے۔ سب سے زیادہ اہم اور مؤثر کام دعوتِ تبلیغ کا ہے جو بغیر کسی سیاسی اشتراک و اعانت و تشہیر کے اپنا کام کر رہی ہے، ان کا کام آپس کے تعلقات، روابط، عمومی ملاقاتوں کے ذریعے انجام پاتا ہے اور اس کے سبب زیادہ غیر مسلم حلقہ بگوشِ اسلام ہو رہے ہیں۔

کچھ عرصے سے اسماعیل امین نامی ایک صاحب جو کہ مصری نژاد ہیں اور عرب یونیورسٹی کے سابق پروفیسر ہیں، کی سربراہی میں تمام تنظیموں اور انجمنوں کا وفاق بنایا گیا جو مسلمانوں کے حقوق، معاشرے میں مقام اور انہیں سیاسی و معاشی طور پر مضبوط کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور تمام مسلم طبقہ ہائے فکر کو متحد کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اسماعیل امین نے دیگر مذاہب مثلاً یہودیت، عیسائیت اور پروٹسٹنٹ کے ساتھ بھی مذاکرات کئے ہیں تا کہ مسلمانوں کو ایک بہتر ویو اور سیاسی طور پر اپنی آواز مؤثر طور پر حکومت تک پہنچانے میں مدد مل سکے۔ یہاں کے مسلمان زیادہ تر صنعتی کاموں سے تعلق رکھتے ہیں، دیہات میں رہنے والے مسلمان کھیتی باڑی اور فارمنگ کا کام کرتے ہیں جب کہ بعض مسلمان بین الاقوامی اداروں کے دفتروں میں بعض اہم عہدوں پر فائز ہیں۔

یہاں قرآن کریم با آسانی دستیاب ہے، اس کے جرمن اور فرانسیسی ترجمے بھی آسانی سے مل جاتے ہیں، دینی کتب کے حوالے سے بھی کسی حد تک آسانی ہے۔ مسلمانوں کو یہاں سب سے بڑا مسئلہ ان مسلمانوں سے درپیش ہے جو خود کو ماڈریٹ مسلمان کہتے ہیں اور نام کے مسلمان ہونے کے باوجود بنیادی دینی تعلیمات اور فرائض میں اپنا اجتہاد کرنا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں، اور ایسے گمراہ مسلمانوں کو عیسائی ادارے اور N.G.Os پروان چڑھا رہی ہیں۔ نتیجۃً سوئٹزرلینڈ کے مسلمانوں میں بہت سے فرقے بن چکے ہیں۔ جن میں صوفیت، شیعیت، ماڈریت ازم، بنیاد پرست، تبلیغی حضرات شامل ہیں۔

حال ہی میں ایک ماڈریت خاتون سعیدہ کیلر مساحلی نے ایک فورم قائم کیا ہے جسے مسلمانوں کا نمائندہ گردانا جاتا رہا ہے یہ فورم روشن خیالی کی ترویج کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ جہاں سے اسلام کے نام پر مختلف قسم کی ہرزہ رسائی کی جاتی ہے۔ سعیدہ کیلر اس کی چیئر مین ہے جو کہ خود تیس 30 سال سے یہاں رہائش پذیر ہیں اور ایک سوئس ڈاکٹر کی بیوی ہے۔ اس فورم کی حقیقت جاننے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے ایگزیکٹو کمیٹی کے 7 ارکان میں سے 5 خواتین ہیں اور سب کے سب مسلمان بھی نہیں۔ صرف ایک مسلمان عام اور خود سعیدہ کیلر ہیں جو مسلمانوں کی نمائندگی کا بزعم خود دعویٰ کرتے ہیں اس فورم کے اہم مقاصد میں شریعت کے تحت تعزیراً دی گئی سزاؤں کو ''انسانی حقوق'' کے مطابق تبدیل کرنا ہے۔ یہ اور اس طرح کے بعض اور فورسز مسلمانوں اور اسلام کے صحیح تشخص اور پہچان کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

ملکی قانون کے سخت ہونے کی بناء پر مسلمانوں کے خلاف مذہبی اشتعال انگیزی، نسل پرستی اور دیگر جرائم کی شرح کم ہے۔ اخلاقی طور پر ہراساں کئے جانے والے کیسز کی تعداد بھی کم ہے۔ مسلمان اداروں کے تحت 10 سے 20 میگزین ماہانہ اور سہ ماہی بنیادوں پر شائع ہوتے ہیں جو مسلمانوں کی نظریاتی تربیت کا کام سرانجام دیتے ہیں۔......☆